(۴۵) المسوّیٰ من احادیث المؤطا:۲/ ۴۹۶۔المصفّیٰ شرح مؤطا:۲/ ۳۰۸۔

(۴۶) المسوّیٰ من احادیث المؤطا:۱/ ۸۰۔

(۴۷) سعیدی، غلام رسول، تذکرۃ المحدثین، ص:۱۱۵، فرید بک سٹال، لاہور، پاکستان۔۱۳۹۷ھ / ۱۹۷۷ء۔

(۴۸) سابق مرجع۔

(۴۹) دہلوی، شاہ ولی اللہ محدثؒ(ت ۱۱۷۶ھ)، الانصاف فی بیان سبب الاختلاف، ص:۳۷، دار النفائس، بیروت، لبنان۔۱۴۰۴ھ۔

(۵۰) المصفّیٰ شرح مؤطا:۱/ ۱۴۔

(۵۱) سندھی، عبید اللہؒ(۱۲۸۹۔۱۳۶۳ھ)، شاہ ولی اللہؒ کا فلسفہ، ص ۱۴۰،۱۳۹، سندھ ساگر اکیڈمی، لاہور، پاکستان۔ ۲۰۰۲ء۔

(۵۲) گیلانی، مناظر احسنؒ(۱۳۱۰۔۱۳۷۵ھ)، پاک وہند میں مسلمانوں کا نظامِ تعلیم وتربیت:۱۳۱/ ۱، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، پاکستان۔

(۵۳) بھوجیانی, محمد عطاء اللہ حنیف(۱۳۲۶۔۱۴۰۸ھ) ,مقالہ ''شاہ ولی اللہؒ'' اردو دائرۃ المعارف, جامعہ پنجاب، لاہور، پاکستان۔

(۵۴) الغزالی، محمد، ڈاکٹر، The Socio-Political Thoughts of Shah Wal Allah, Page,112، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد، پاکستان۔

(۵۵) سابق مرجع۔

(۵۶) گنگوہی، محمد حنیف، ظفر المحصلین باحوال المصنفین: ص ۶۶، میر محمد کتب خانہ، کراچی، پاکستان۔

(۵۷) سابق مرجع۔

(۵۸) جلبانی، غلام حسین، پروفیسر، شاہ ولی اللہؒ کی تعلیم، ادارہ مطبوعات، لاہور پاکستان۔۱۹۹۹ء۔

(۵۹) ندوی، ابوالحسن علی، سیّد، تاریخ دعوت وعزیمت، ۱۹۲/ ۵، مجلس نشریاتِ اسلام، کراچی، پاکستان۔

(۶۰) عراقی، عبد الرشید، خاندانِ ولی اللّٰہی دہلوی کی تصنیفی خدمات: ص۳۸، علم و عرفان پبلشرز، لاہور، پاکستان۔ ۲۰۰۳ء۔

(۶۱) سابق مرجع: ص ۳۸۔۳۹۔

(۶۲) صدیقی، محمد میاں، ڈاکٹر، (مقدمہ) عقد الجید فی احکام الاجتہاد التقلید: ص ۱۲، شریعہ اکیڈمی، اسلام آباد، پاکستان۔ ۱۴۲۱ھ / ۲۰۰۰ء۔

(۶۳) سابق مرجع۔

(۶۴) زبید احمد، ڈاکٹر، عربی ادبیات میں پاک وہند کا حصہ، مترجم، شاہد حسین رزاقی: ص۶۸، ادارہ ثقافتِ اسلامی، لاہور، پاکستان۔ ۱۹۹۱ء۔

(۶۵) ناز، ایس۔ ایم۔، اٹھارویں صدی عیسوی میں برصغیر میں اسلامی فکر کے رہنما، مرتب: محمد خالد مسعود: ص، ۱۸۴، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد، پاکستان۔ ۲۰۰۸ء۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

علم نقدِ رجال اور ائمہ نقاد کی خدمات

سید عبد الغفار بخاری*

عہد صحابہؓ و تابعینؒ میں فتنۂ وضع حدیث کا جو دروازہ کھلا تھا، بنو امیہ کے آخری دور میں اس فتنہ کا دائرہ وسیع ہو گیا تھا، صحابہ کرامؓ اور تابعین کی ایک کثیر تعداد نے قبول حدیث کے لئے تحقیق و تثبت سے کام لیتے تھے۔ حضراتِ صحابہؓ جو کہ براہِ راست فیضانِ نبوت سے فیض یاب اشخاص تھے، اگران کو حدیثِ رسول کے پہنچنے میں درمیانی کوئی واسطہ بھی ہوتا تو وہ صحابی ہی کا ہوتا تھا، جن سے کذب اور غلط بیانی کا امکان نہیں؛ لیکن وہ یہاں پر بھی حدیث کو اصولِ درایت پر پرکھنا اور جانچنا ضروری خیال کرتے تھے۔

چنانچہ حضرت ابو بکر صدیقؓ سے کسی نے دادی کی میراث کے بارے میں سوال کیا تو کہنے لگے کتاب و سنت میں اس بارے میں مجھے کوئی حکم نہیں ملا پھر لوگوں سے سوال کیا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ نے جواب دیا کہ دادی کو چھٹا حصہ ملنا چاہیے کیونکہ آنحضرت سے ایسا ہی مروی ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے اس پر گواہ طلب کیا تو محمد بن مسلمہ نے اس کی گواہی دی۔(١) اسی طرح حضرت عمرؓ بھی احادیث کے سلسلہ میں محتاط واقع ہوئے تھے۔(٢)

امام ذہبی ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

وهوالذى سن للمحدثين التثبت فى النقل و ربما كان يتوقف فى خبر الواحد إذا ارتاب(٣)

آپ ہی ہیں جنہوں نے نقل حدیث میں ثبوت کو محدثین کے لیے جاری کیا اور جب کبھی خبر واحد کے متعلق شک ہوتا تو توقف فرماتے۔

امام ذہبی نے حضرت علی کے حالات زندگی میں لکھا ہے:

"إنه يستحلف من يحدثه بالحديث"(٤)

حضرت علیؓ جب کسی سے حدیث سنتے تو یقین کرنے کے لیے حلف لیتے تھے۔

ابن ابی ملیکہ بیان کرتے:

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگو ئجز اسلام آباد، پاکستان۔

فَدَعَا بِقَضَاءِ عَلِيٍّ، فَجَعَلَ يَكْتُبُ مِنْهُ أَشْيَاءَ، وَيَمُرُّ بِهِ الشَّيْءُ، فَيَقُولُ: «وَاللهِ مَا قَضَى بِهَذَا عَلِيٌّ إِلَّا أَنْ يَكُونَ ضَلَّ" (۵)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ نے حضرت علیؓ کے قضایا (فیصلوں) کو منگوایا، حضرت ابنِ عباسؓ نے اسے غور سے دیکھا؛ پھر اس میں بعض چیزوں کو لکھ رہے تھے اور بعض چیزوں کو چھوڑے جا رہے تھے۔ فرمایا: علیؓ نے یہ فیصلے نہیں کیے ہوں گے الا یہ کہ وہ گمراہ ہو گئے ہوں۔

ایک دوسری روایت میں امام طاؤس بیان کرتے ہیں۔

أُتِيَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِكِتَابٍ فِيهِ قَضَاءُ عَلِيٍّ فَمَحَاهُ إِلاَّ قَدْرَ . وَأَشَارَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ بِذِرَاعِهِ(٦)

حضرت ابن عباسؓ کے پاس ایک کتاب لائی گئی جو حضرت علیؓ کے قضایا (فیصلوں) کا مجموعہ تھی، (حضرت ابنِ عباسؓ نے اسے غور سے دیکھا)؛ پھر ایک ذراع کے بقدر چھوڑ کر سب کو مٹایا۔

صحابہ کرامؓ میں سے حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ اور حضرت ابنِ عباسؓ وغیرہ اپنے ساتھی صحابہ کرامؓ کو حدیث کے معاملے میں متہم نہیں کرتے تھے بلکہ وہ ایسا صرف احتیاط کی غرض سے کرتے تھے۔

امام سخاوی فرماتے ہیں:

وتكلم فى الرجال كما قاله الذهبى جماعة من الصحابة ثم من التابعين كالشعبى وابن سيرين ولكنه فى التابعين بقلة لقلة الضعف فى متبوعيهم إذ أكثرهم صحابة عدول وغير الصحابة من المتبوعين أكثرهم ثقات ولا يكاد يوجد فى القرن الأول الذى انقرض فيه الصحابة وكبار التابعين ضعيف إلا الواحد بعد الواحد كاالحارث الأعور والمختار الكذاب.(۷)

صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت نے رجال (حدیث) کے بارے میں کلام کیا ہے پھر تابعین میں سے شعبی، ابن سیرین نے کلام کیا ہے لیکن تابعین نے رجال کے بارے میں بہت کم کلام کیا ہے کیونکہ ان کے پیش کاروں میں ضعف قلیل تھا، اکثر صحابہ کرامؓ عدول تھے اور غیر صحابہؓ میں سے اکثر لوگ ثقہ تھے۔ پہلی صدی ہجری میں جس میں صحابہ کرامؓ اور کبار تابعین اکا دکا ہی ضعیف راوی تھے مثلاً حارث الاعور اور مختار الکذاب۔

احادیث کے راوی جب تک صحابہ کرامؓ تھے اس فن کی کوئی ضرورت نہ تھی، وہ سب کے سب عادل، انصاف پسند اور محتاط تھے۔ امام قرطبی فرماتے ہیں:

والصحابة كلهم عدول مطلقا لظواهر الكتاب والسنة وإجماع من يعتد به (۸)

کبار تابعین بھی اپنے علم وتقویٰ کی روشنی میں ہر جگہ لائق قبول سمجھے جاتے تھے، جب فتنے پھیلے اور بدعات شروع ہوئیں تو ضرورت محسوس ہوئی کہ راویوں کی جانچ پڑتال کی جائے، فتنے سب سے پہلے کوفہ اور بصرہ سے اُٹھے، اس لیے علم کی تدوین وتنقیح پہلے یہیں ہونی ضروری تھی، کوفہ میں دو علمی مرکز تھے۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ (۳۲ھ)

۲۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ (۴۰ھ)

حضرت علیؓ کے خلیفہ بنتے ہی مسلمانوں کا سیاسی اختلاف عراق میں امڈ آیا اور اس سیاسی تشیع سے حضرت علیؓ کے حلقے میں بہت سے فتنہ پرداز لوگ شامل ہوگئے جنہوں نے حضرت علیؓ کے نام سے بہت سی غلط باتیں کہنی شروع کردیں، اس ورطۂ شبہات میں انہوں نے دین کا بنیادی تصور تک بدل ڈالا، یہ اسلام میں فرقہ بندی کی طرف پہلا قدم تھا، اہل حق کے لیے اب صرف ایک ہی سلامتی کی راہ تھی کہ حضرت علیؓ کی وہی روایات قابل اعتماد سمجھی جائیں جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگردوں کے واسطہ سے آئیں؛ کیونکہ کوفہ میں یہی ایک علمی حلقہ تھا جو بیرونی حکمت سے محفوظ اور بچا رہا تھا اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے یہ شاگرد حضرت علیؓ کے حلقۂ درس میں گاہے بگاہے حاضر ہوتے رہے تھے، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ (۵۰ھ) جو کوفہ میں رہے ہیں فرماتے ہیں:

لَمْ يَكُنْ يَصْدُقُ عَلَى عَلِيٍّ فِي الْحَدِيثِ عَنْهُ إِلَّامِنْ أَصْحَابِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ"(۹)

حضرت علیؓ کی وہی روایات لائق قبول سمجھی جاتی تھیں جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگردوں سے منقول ہوں۔

چنانچہ اس دور کے ائمہ نقاد نے ان سے بھرپور طریقے سے استفادہ کیا اور اس فتنہ کا تدارک کیا، انہوں نے رواۃ حدیث اور متون حدیث دونوں پر نقد کیا، اور اسے ایک صنعت قرار دیا، جس کی وجہ سے نقد حدیث نے ایک خاص رنگ اور اسلوب کی صورت اختیار کرلی۔ صحیح اور موضوع حدیث کے مابین فرق و امتیاز کرنے کیلئے جن ذرائع (یعنی علم الاِسناد، علم الجرح والتعدیل، علم التاریخ، علم الرواۃ وغیرہ) سے استفادہ کرنا ممکن تھا ان کا بھرپور استعمال کیا۔

نقد کا مفہوم:

لغت میں نقد کے بہت سارے معانی آتے ہیں۔ پرکھنا، کلام کے عیوب و محاسن کو ظاہر کرنا وغیرہ۔(۱۰)

محدثین کی اصطلاح میں نقد حدیث کا مفہوم

بأنه تمييز الأحاديث الصحيحة من الضعيفة والحكم على الرواة توثيقا وتجريحا"(۱۱)

صحیح احادیث کو ضعیف احادیث سے الگ کرنا اور رواۃ احادیث پر توثیق یا تجریح کے اعتبار سے حکم لگانا۔

نقد کی اہلیت

جب ہم یہ کہتے ہیں کہ نقد کا معنی صحیح کو ضعیف سے جدا کرنا ہے تو کسی بھی فن میں صحیح کو ضعیف سے جدا کرنے کا کام وہی شخص کر سکتا ہے جو اس فن کے ماہرین میں سے ہو۔ پس ایک میڈیکل فزیشن کی انجینئرنگ پر اور ایک انجینئر کی میڈیکل سائنس پر نقد ایک لایعنی اور عبث کام کہلائے گا کیونکہ یہ متعلقہ فنون کے رجال کی نقد نہیں ہے۔

چنانچہ ناقد کے لیے ایک اہم شرط یہ ہے کہ وہ نقد کی اہلیت رکھتا ہوں۔ اہلیت سے مراد یہ ہے کہ جس فن یا نقد رجال یعنی راویان پر کوئی شخص نقد کرنا چاہتا ہے تو اسے اس فن میں مہارت اور رسوخ حاصل ہونا چاہیے۔ کسی فن سے متعلق بات کرنے کے لیے تو شاید اس فن میں مہارت تامہ یا رسوخ کی ضرورت نہ ہو لیکن نقد رجال یعنی راویان ایک اعلیٰ تر علمی کام ہے جس کے لیے از بس ضروری ہے کہ ناقد کا علم متعلقہ فن کے صرف مبتدیات تک محدود نہ ہو۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ حدیث کے ثبوت واستناد کے لیے جہاں نقدِ رجال کا ثقہ اور عادل ہونا ضروری ہوتا ہے وہیں درایتِ متن یعنی حدیث معارضہ، نسخ یا علت خفیہ وغیرہ سے محفوظ ہے یا نہیں اس کا بھی معلوم کرنا ضروری ہے؛ کیونکہ یہ دونوں چیزیں حدیث پر عمل کرنے سے مانع ہوتی ہیں۔

مشہور نقاد رجال

یوں تو بڑے بڑے محدثین نے رواۃ حدیث پر کلام کیا ہے لیکن جو حضرات اس میدان میں زیادہ مشہور ہوئے اور جنہیں اس فن کا امام کہا جاتا ہے وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ امام عبد الرحمنؒ بن عمرو الاوزاعی (۸۸ھ۔۱۵۷ھ)

۲۔ امام شعبہ بن الحجاج (۸۵ھ۔۱۶۰ھ)

۳۔ امام سفیان ثوری (۹۷ھ۔۱۶۱ھ)

۴۔ امام مالک (۹۳ھ۔۱۷۹ھ)

۵۔ امام عبد اللہ بن مبارک (۱۸۱ھ۔۱۸۱ھ)

۶۔ امام سفیان بن عیینہ (۱۰۷ھ۔۱۹۸ھ)

۷۔ امام وکیع بن الجراح (۱۲۸ھ۔۱۹۷ھ)

۸۔ امام یحییٰ بن سعید القطان (۱۲۰ھ۔۱۹۸ھ)

۹۔ امام عبد الرحمٰن بن مھدی (۱۳۵ھ۔۱۹۸ھ)

۱۰۔ امام یحییٰ بن معین (۱۵۸ھ۔۲۳۳ھ)

۱۱۔ امام علی بن مدینی (۱۶۱ھ۔۲۳۴ھ)

ذیل میں علم نقد حدیث میں ان ائمہ کا مقام و مرتبہ اور ان کا نقد رجال میں طریقہ کار بیان کیا جارہا ہے۔

۱۔ امام عبد الرحمٰن بن عمرو الأوزاعی

آپ اپنے وقت کے جرح وتعدیل کے ائمہ میں سے تھے۔ ابن ابی حاتم کا قول ہے:

وكان من العلماء الجهابذة النقاد من أهل الشام (١٢)

آپ اہل شام کے دانا نقاد علماء میں سے تھے۔

امام ابن عدی، امام ابن حبان، اور امام ذہبی نے بھی آپ کا شمار علمائے نقاد میں کیا ہے۔

آپ حدیث بیان کرنے میں بہت زیادہ متشدد تھے، صرف اپنے من پسند شخص کو حدیث بیان کرتے تھے۔ چنانچہ بعض طلبہ ائمہ سے سفارش کراتے تھے تاکہ آپ انھیں حدیث بیان کریں۔ اس کی وضاحت ذیل کے واقعہ سے بھی ہوتی ہے:

ایک شخص سفیان بن سعید ثوری کے پاس آیا اور کہنے لگا اوزاعی کو لکھیں کہ وہ مجھے حدیث بیان کریں تو سفیان نے کہا میں تمھیں لکھ تو دیتا ہوں مگر میرا نہیں خیال کہ وہ تمہیں احادیث بیان کریں(۱۳)

نیز آپ کا قول ہے: آپ نقلِ روایت میں بڑی احتیاط سے کام لیتے تھے، آپ کہا کرتے تھے:

كنا نسمع الحديث فنعرضه علىٰ أصحابنا كما يعرض الدرهم الزيف على الصيارفة(١٤)

ہم حدیث سن لینے کے بعد اسے اپنا اساتذہ کے سامنے پیش کر دیتے تھے جس طرح کھوٹے دراہم زرگر کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔

نیز آپ کا قول ہے:

خذ دينك عمن تثق به و ترضىٰ به (١٥)

تم اپنا دین (احادیث) اس شخص سے لو جس پر تمھیں اعتماد ہے اور جسے تم پسند کرتے ہو۔

ایک مرتبہ آپ نے اپنے بیٹے سے کہا:

يا بنى لو نقبل من الناس كل ما يعر ضو نه علينا لأوشك بنا أن نهون عليهم (١٦)

اے بیٹے! اگر ہم لوگوں کی ہر بات کو قبول کر لیں تو ممکن ہے وہ ہمیں ہیچ سمجھیں۔

جب آپ سے کوئی سائل سوال کرتا کہ آپ نے کس سے سماع کیا ہے تو آپ جواب دیتے:

"ليس لك حملته ،حملته لنفسى عمن أثق به "(١٧)

میں نے انہیں (احادیث کو) تمھارے لئے نہیں سنا، میں نے تو اپنے لئے ان کا سماع ایسے شخص سے کیا ہے جس پر میں بھروسہ کرتا ہوں۔

آپ مقطوع(۱۸) اور اہلِ شام کی مراسیل(۱۹) کو حجت قرار دیتے تھے۔(۲۰)

نقدِ رجال کی مثال :

یحییٰ بن سعید القطان کا بیان ہے:

میں نے اوزاعی سے ایک شخص کے بارے میں سوال کیا جو وہم کا شکار ہو جاتا تھا تو آپ نے کہا اس (شخص) کے وہم کو بیان کرو۔(۲۱)

۲۔ امام شعبہ بن حجاج

محدثین کرام رجالِ حدیث پر شعبہ کے حکم کو تسلیم کرتے تھے، دوسرے الفاظ میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ شعبہ رجالِ حدیث کے امام تھے۔ امام احمد بن حنبل کہا کرتے تھے:

کا ن شعبة أمة واحدة فی هذا الشأن(۲۲)

اس معاملہ (رجال حدیث) میں شعبہ ایک امت کی حیثیت رکھتے تھے۔

یحیٰی بن سعید کا قول ہے:

کان شعبة أعلم بالرجال(۲۳)

رجال (حدیث) کے بارے میں امام شعبہ کے پاس سب سے زیادہ علم تھا۔

امام شعبہ ”علم الجرح والتعدیل“ کے بانی تھے۔

ابن رجب کا قول ہے:

وهو أول من وسّع الكلام فی الجرح و التعديل واتصال الأسانيد وانقطاعها ونقب عن دقائق علم العلل وائمة هذا الشأن بعده تبع له فی هذا العلم(۲٤)

امام شعبہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم الجرح والتعدیل اور اتصال سند اور انقطاع سند کے بارے میں تفصیلاً کلام کیا اور علم العلل کے باریک بیں مسائل کا کھوج لگایا اور آپ کے بعد اس علم کے ائمہ اس علم میں آپ کے متبعین ہیں۔

علامہ ذہبی کا قول ہے:

کان ابو بسطام إماماً ثبتاً،حجة ناقداً--- وهو أول من جرّح وعدّل وأخذ عنه فی هذا الشأن يحيىٰ بن سعيد القطان وابن مهدی وطا ئفة (۲۵)

ابو بسطام (امام شعبہ کی کنیت) امام، ثقہ ،ناقد اور صاحب حجت تھے ... سب سے پہلے آپ نے جرح اور تعدیل کی ابتدا کی۔(بعد ازاں) یحییٰ بن سعید،ابن مھدی اور ایک جماعت نے آپ سے اس علم کو حاصل کیا۔

امام ابو حاتم کا قول ہے:

وكان شعبة أبصر بالحديث و بالرجال و كان الثوری أحفظ و كان شعبة بصيراً بالحديث جدّاً فهما له كأنه خلق لهذا الشأن (۲٦)

امام شعبہ حدیث اور علمِ رجال کے بارے میں بہت زیادہ بصیرت رکھتے تھے اور سفیان ثوری حدیث کے بڑے حافظ تھے۔اور شعبہ حدیث میں بہت زیادہ بصیرت رکھتے تھے، پس یہ دونوں حضرات گویا کہ حدیث اور علمِ رجال کے لیے ہی پیدا ہوئے ہیں۔

آپ رجال حدیث پر کلام کو واجب قرار دیتے اور اسے ثواب کا کام سمجھتے اور اسے اللہ کے لئے غیبت کرنے کے مترادف قرار دیتے۔

مکی بن ابراہیم کا قول ہے:

"کان شعبة يجيئ إلی عمران بن حدير فيقول تعال نغتاب ساعة فی الله عزوجل نذكر مساوئی أصحاب الحديث "(۲۷)

امام شعبہ، عمران بن حُدیر کے پاس آکر کہتے آو کچھ دیر اللہ کے لئے غیبت کریں اصحاب حدیث کی (حدیث کے بارے میں) کمزوریاں، برائیاں ذکر کریں۔

نضر بن شمیل شعبہ سے نقل کرتے ہیں۔امام شعبہ کہا کرتے تھے:

"تعالوا نغتاب فی الله "(۲۸)

آو اللہ کے واسطے (حدیث نبوی کے لئے) غیبت کریں ۔

حماد بن زید کا قول ہے:

ایک مرتبہ شعبہ نے مجھ سے اور عباد بن عباد، جریر بن حازم سے ایک شخص کے بارے میں کلام کیا تو ہم نے شعبہ سے کہا اب بس کرو، کہنے لگے ایسا کرنا (حدیث کے رواۃ کے بارے میں کلام کرنا) ہم پر واجب ہے...(۲۹)

ابن حبان نے حماد بن زید سے نقل کیا ہے:

ایک مرتبہ امام شعبہ میرے پاس رات کو آئے اور کہنے لگے تم نے مجھ سے سوال کیا تھا کہ میں ابان کے بارے میں کچھ نہ بولوں لیکن اس کے بارے میں نہ بولنا جائز نہیں اس لئے کہ وہ رسول پر جھوٹ بولتا ہے۔(۳۰)

عبد الرحمٰن بن مہدی کا قول ہے:

کان شعبة یتکلم فی هذا حِسبة(۳۱)

شعبہ حدیث کے رواۃ کے بارے میں کلام کرنے کو ثواب سمجھتے تھے۔

حماد بن زید سے بھی یہی قول مروی ہے(۳۲)

یزید بن ہارون کا قول ہے:

لولا أن شعبة أراد الله عزوجل ما ارتفع هكذا یعنی کلامه فی رواة العلم(۳۳)

اگر اللہ تعالیٰ شعبہ کے ذریعے اس علم کی بلندی کا ارادہ نہ فرماتے تو یہ علم ہر گز بلند نہ ہوتا یعنی شعبہ کا رواۃ علم (حدیث) کے بارے میں کلام کرنا۔

امام شعبہ صرف ثقہ رواۃ سے حدیث روایت کرتے تھے۔

علی بن مدینی کہتے ہیں:

ایک بار یحییٰ بن سعید القطان نے ہم سے قاسم بن عوف کا ذکر کیا۔ یحیٰ نے کہا کہ شعبہ نے کہا کیا تم اس کے پاس گئے ہو؟ چنانچہ یحیٰ نے اپنے سر سے اشارہ کیا، میں (یعنی ابن المدینی) نے یحیٰ سے کہا اس کا معاملہ کیسا ہے تو آپ بات دھرانے لگے، میں نے یحیی سے کہا کیا شعبہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے تو کہنے لگے اگر ضعیف نہ ہوتے تو ان سے یقینا روایت کرتے۔(۳۴)

نیز علی بن مدینی کا قول ہے:

كل شيئ يحدث به شعبة عن رجل فلا تحتاج أن تقول عن ذلك الرجل إنه سمع فلاناً قد كفاك أمره(۳۵)

شعبہ جب کسی شخص سے حدیث بیان کریں تو تمھیں اس شخص کے بارے میں یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ اس نے فلاں شخص سے سنا ہے۔ تجھے اس کے معاملہ میں تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں۔

امام شعبہ حدیث کو ایک مرتبہ سن کر مطمئن نہیں ہوتے تھے، بلکہ کئی بار حدیث سن کر مطمئن ہوتے۔(۳۶)

نقدِ رجال کی امثلہ

علامہ ذہبی نے امام شعبہ کو ان ائمہ نقّاد میں شمار کیا ہے جنہوں نے رواۃ حدیث کے بارے میں بہت زیادہ کلام کیا ہے۔(۳۷)

آپ کے کلام کا تتبع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ جرح کے بارے میں بہت متشدد تھے مثلاً: آپ سے منقول ہے کہ "آپ نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنے جانور کو دوڑا رہا تھا چنانچہ آپ نے اس سے روایت ترک کر دی۔(۳۸) اسی طرح "آپ نے ایک شخص کو دیکھا جو وزن کرتے ہوئے ترازو کو جھکا دیتا، آپ نے اس سے روایت نہیں لی"(۳۹) نیز آپ نے ابو زبیر کو دیکھا، جو اچھے طریقے سے نماز نہیں پڑھ رہا تھا، آپ نے اس سے روایت نہیں لی۔(۴۰) اور آپ نے منہال بن عمرو کو اس لئے چھوڑ دیا کہ ایک دفعہ آپ نے اپنے گھر میں ان کی آواز سن لی تھی۔(۴۱)

مذکورہ اسباب کی بناء پر کسی کی روایت کو ترک کر دینا اور اسے مورد جرح قرار دینا درست نہیں کیونکہ یہ اسباب، جرح کا سبب نہیں بنتے اس لئے ابن الصلاح نے ان میں سے بعض اسباب پر تنقید کی ہے۔(۴۲)

علامہ ذہبی نے بھی منہال بن عمرو کے ترجمہ میں لکھا ہے:

أن ما غمز به شعبة لايوجب غمزالشيخ (٤٣)

شعبہ نے جو ان (منھال) پر طعن کیا ہے حقیقت میں یہ شیخ پر کوئی طعن نہیں ہے۔

آپ جرح کے صیغوں میں مبالغہ سے کام لیتے تھے مثلاً آپ کا قول ہے۔

لأن أرتكب سبعين كبيرة أحب إليّ من أن أحدث عن أبان بن ابى عياش (٤٤)

ستر کبیرہ گناہ کرنا لینا میرے نزدیک زیادہ آسان ہے کہ میں ابان بن ابی عیاش سے حدیث بیان کروں۔

امام شعبہ ضعیف اور متروک رواۃ سے حدیث روایت نہیں کرتے تھے۔

امام عبداللہ بن مبارک بیان کرتے ہیں کہ شعبہ نے کہا:

هذا عباد بن كثير فا حذروه (٤٥)

یہ عباد بن کثیر ہے اس سے بچو (یعنی اس سے روایت مت لو)

آپ نے معاذ العنبری کی طرف لکھا:

لاتكتب عن ابى شيبة قاضى واسط (٤٦)

واسط کے قاضی ابوشیبہ سے (احادیث) مت لکھیے۔ آپ نے جریر بن حازم کی طرف پیغام بھیجا:

لا يحل لک أن تروی عن الحسن بن عمارة فإ نه كذب (٤٧)

تمھارے لئے حسن بن عمارۃ سے روایت کرنا جائز نہیں کیونکہ وہ جھوٹا ہے۔

امام شافعی فرماتے ہیں:

امام شعبہ بعض دفعہ کسی شخص کو حدیث بیان کرنے سے منع کرتے تھے اور کہتے اگر تم نے حدیث بیان کی تو میں تمہاری بادشاہ سے شکایت کروں گا۔ اس طرح آپ نے سماک بن حرب کی بیان کردہ حدیث کی غلطی کو واضح کیا۔(۴۸)

۳۔ امام سفیان بن سعید ثوریؒ

آپ کا شمار متوسط طبقہ کے نقّاد میں سے ہوتا ہے جیسا کہ ابن حجر نے بیان کیا ہے۔(۴۹) ائمہ نقاد نے آپ کی اس فن (علم الجرح والتعدیل) میں مہارت تامہ کی شہادت دی ہے اور آپ کو اس فن کے بانیوں میں شمار کیا ہے۔ علامہ ذہبی نے آپ کو ان ائمہ میں ذکر کیا جن کا جرح وتعدیل کے بارے میں قول قابل اعتماد ہے۔(۵۰)

امام ابن ابی حاتم ۵۱ اور ابن عدی نے بھی آپ کو ائمہ نقّاد میں شمار کیا ہے۔(۵۲)

امام سفیان کا مشہور قول ہے:

لما استعمل الرواة الكذب استعملنا لهم التاريخ (٥٣)

جب رواۃ نے جھوٹ بولنا شروع کر دیا تو ہم نے ان کے لئے تاریخ کو استعمال کیا۔

آپ کا مذکورہ قول: ''علم الجرح والتعدیل'' کا بنیادی اور اہم قاعدہ شمار ہوتا ہے۔

امام احمد بن حنبل کا قول ہے:

الثورى أعلم بحديث الكوفيين ومشايخهم من شعبة (٥٤)

ثوری کوفہ کے محدثین اور ان کی حدیث کو شعبہ سے زیادہ جانتے تھے۔

نیز امام احمد کا قول ہے:

سفيان أحفظ للإ سناد وأسماء الرجال من شعبة (٥٥)

سفیان اسناد اور أسماء الرجال کے شعبہ سے زیادہ حافظ ہیں۔

ابو حاتم کا قول ہے:

هو إمام أهل العراق وأتقن أصحاب ابى اسحاق وهو أحفظ من شعبة وإذا اختلف الثورى وشعبة فالثورى (٥٦)

سفیان اہل عراق کے امام اور ابو اسحاق کے ثقہ اصحاب میں سے ہیں۔ آپ شعبہ سے زیادہ حافظ ہیں۔جب شعبہ اور ثوری کسی حدیث کے بارے میں اختلاف کریں تو ثوری کا قول قابل حجت ہو گا۔

علامہ ذہبی کا قول ہے:

له نقد وذوق (٥٧)

سفیان ناقد اور نقد کا ذوق رکھنے والے تھے۔

نقد رجال کی امثلہ:

آپ سے ثور بن یزید شامی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے جواب دیا۔

خذوا عنه واتقوا قرنيه إنه كان قدريا (٥٨)

اس سے لے لو اور اس کے سینگوں سے بچو وہ قدری تھا۔

نیز آپ کا قول ہے:

كان جابر ورعا فى الحديث ما رأيت أروع فى الحديث من جابر (٥٩)

جابر حدیث میں احتیاط کرنے والا تھا۔ میں نے جابر سے زیادہ حدیث میں احتیاط کرنے والے کسی شخص کو نہیں دیکھا۔

ابن ابی عمر العطار فرماتے ہیں ایک دفعہ سفیان ثوری کے ساتھ مسجد حرام میں تھا کہ ادھر سے عبد الوہاب بن مجاہد گزرے سفیان کہنے لگے: "هذا كذاب"(٦٠) (یہ جھوٹا ہے)۔

ایک مرتبہ آپ کو کہا گیا:

مالك لا تحدث عن ابان بن عياش

آپ کو کیا ہے کہ آپ ابان بن عیاش سے حدیث بیان نہیں کرتے۔

تو آپ نے فرمایا:

كان أبان نسيا للحديث(٦١)

ابان حدیث کو بھلا بیٹھا ہے۔

۴۔ امام مالک بن انسؒ

آپ نقد رجال کے ائمہ میں سے تھے۔ امام سفیان بن عیینہ کا قول ہے:

ما كان أشد انتقاد مالک للرجال وأعلمه بشأنهم (٦٢)

نقد رجال کے سلسلہ میں امام مالک بہت متشدد واقع ہوئے ہیں، اور اس (نقد رجال) کے معاملہ کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔

ابن عبد البر کا بیان ہے:

"معلوم أن مالكا كان من أشد الناس تركا لشذوذ العلم وأشدهم انتقاداً للرجال (٦٣)

یہ بات معلوم ہے کہ امام مالک شاذ علم کو تمام لوگوں میں سب سے زیادہ ترک کرنے والے تھے اور نقد رجال کے سلسلہ میں بھی آپ سخت ترین تھے۔

یعقوب بن شیبہ کا قول ہے:

كان مالك ممن ينتقى الرجال(٦٤)

امام مالک راویوں میں سے انتخاب کرتے تھے۔

ابن حبان کا قول ہے:

كان مالك أول من انتقى الرجال من الفقهاء بالمدينة (٦٥)

فقہاء مدینہ میں سے امام مالک نے سب سے پہلے رجال (حدیث) کا نقد کیا۔

نیز انہوں نے آپ کو ائمہ نقاد (حدیث) میں شمار کیا ہے۔٦٦

علامہ ذہبی کا قول ہے:

هو أمة فى نقد الرجال (٦٧)

نقدِ رجال کے سلسلہ میں امام مالک ایک امت کی حیثیت رکھتے ہیں۔

علامہ ذہبی نے امام مالک کا شمار ان ائمہ میں سے کیا ہے جن کا قول "علم الجرح والتعدیل" میں قابل اعتماد ہے، اور جنہوں نے رواۃ کے بارے میں بہت زیادہ کلام کیا ہے۔(٦٨)

ابن ابی حاتم نے آپ کو چوٹی کے ائمہ نقاد میں شمار کیا ہے۔ان کا قول ہے:

فمن العلماء الجهابذة النقاد الذين جعلهم الله علما للإسلام وقدوة فى الدين ونقادا لناقلة الآثار من الطبقة الأولى بالحجاز مالك بن انس(٦٩)

طبقہ اولیٰ کے وہ دانا علماء نقّاد جنھیں اللہ تعالیٰ نے اسلام کا علم اور دین کا نمونہ قرار دیا ہے اور وہ ناقلین آثار کے نقّاد ہیں ان میں سے حجاز میں امام مالک ہیں۔

نقد رجال کی امثلہ

۱۔ امام مالک رجال حدیث کے نقد کے بارے میں بہت متشدد تھے۔ آپ کہا کرتے تھے:

لا يؤخذ العلم من أربعة ويؤخذ ممن سوى ذلک لا يؤخذ من سفيه معلن بالسنة وإن كان أروى الناس ولا من صاحب هوى يدعوا الناس إلى هواه ولا من كذّاب فى

أحاديث الناس وإن كنت لا تتهمه أن يكذب على رسول الله ولا من شيخ له عبادة وفضل إذا كان لا يعرف ما يحدث" (۷۰)

چار قسم کے لوگوں سے علم حاصل نہ کیا جائے اور ان کے علاوہ تمام لوگوں سے حاصل کیا جائے۔(وہ چار اشخاص یہ ہیں)

(i) بے وقوف شخص جو اپنی بے وقوفی کی تشہیر کرنے والا ہو، اگرچہ ایسا شخص سب سے زیادہ روایت کرنے والا ہو۔

(ii) ایسا شخص جو اپنی خواہش کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا ہو۔

(iii) ایسا شخص جو عام گفتگو میں جھوٹ تو بولتا ہو لیکن وہ حدیث رسول کے بارے میں جھوٹ بولنے میں متہم نہ ہو۔

(iv) ایسا عبادت گزار اور صاحب مرتبہ شخص جسے حدیث کے بارے میں کچھ علم نہ ہو۔

۲۔ نیز آپ کا قول ہے:

أدركت فى مسجدنا هذا ستين أو سبعين من التابعين لم أكتب إلا عمن يعرف حلال الحديث وحرامه وزيادہ ونقصانه (۷۱)

اپنی اس مسجد میں میری ساٹھ یا ستر تابعین سے ملاقات ہوئی ہے۔ مگر میں نے ان میں سے صرف اس شخص سے حدیث لکھی ہے جو حدیث کے حلال و حرام (یعنی صحیح وضعیف) اور اسکی کمی و بیشی کی معرفت رکھتا تھا۔

۳۔ بشر بن عمر نے امام مالک سے محمد بن عبد الرحمٰن کے بارے میں پوچھا جو سعید بن مسیّب سے روایت کرتے ہیں تو آپ نے جواب دیا "لیس بثقة" (وہ ثقہ نہیں ہیں۔) اسی طرح میں نے آپ سے ابو الحویرث، شعبہ بن دینار الہاشمی جن سے ابن ابی ذئب روایت کرتے ہیں، صالح مولی التوأمہ، حرام بن عثمان کے بارے میں پوچھا تو آپ نے جواب دیا۔

ليسوا بثقة فى حديثهم (۷۲)

یہ سب اپنی حدیث میں ثقہ نہیں ہیں۔

۴۔ یحییٰ بن سعید القطان کا بیان ہے:

سألت مالك بن انس عن ابراهيم بن ابى يحيىٰ أكان ثقة قال لا ولا ثقة فى دينه(٧٣)

میں نے امام مالک بن انس سے ابراہیم بن ابی یحیٰ کے بارے میں سوال کیا کہ کیا وہ ثقہ ہیں تو آپ نے فرمایا جی نہیں اور نہ ہی وہ اپنے دین میں ثقہ ہیں۔

امام مالک ابن اسحاق کے بارے میں فرماتے ہیں:

دجال من الدجاجلة(٧٤)

دجالوں میں سے ایک دجال ہے۔

۵۔ عبدالرحمٰن بن قاسم فرماتے ہیں:

سألت مالكا عن ابن سمعان فقال كذّاب (٧٥)

میں نے امام مالک سے ابن سمعان کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا وہ جھوٹا ہے۔

۶۔ یحیٰ بن سعید فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالک سے ابو جابر بیاضی کے بارے میں پوچھا تو آپ نے جواب دیا:

لم يكن برضا(٧٦)

وہ پسندیدہ شخص نہیں ہیں۔

امام رازی نے آپ کے اس طرح کے بہت سے اقوال نقل کیے ہیں۔(۷۷)

۵۔ امام عبداللہ بن المبارکؒ

آپ کا شمار متوسط درجہ کے نقاد میں سے ہوتا ہے۔ جرح و تعدیل کے بارے میں آپ کا کلام لطیف نوعیت کا ہوتا ہے۔ احوال رجال اور اسناد کے بارے میں آپ نے بہت زیادہ کلام اور بحث و تمحیص سے کام لیا ہے۔ اسناد کے بارے میں آپ سے منقول اقوال اس بات کی نشاندھی کرتے ہیں کہ آپ صحیح اور ضعیف حدیث کے مابین امتیاز کرنے میں کس قدر حریص واقع ہوئے تھے اور اسناد کو کس قدر اہمیت دیتے تھے۔ آپ کا قول ہے۔

بيننا وبين القوم القوائم(٧٨)

ہمارے اور قوم کے مابین امتیاز حدیث کے پائے ہیں۔

نیز آپ کا قول ہے:

"الإسناد من الدين و لولا الإ سناد لقال من شاء ما شاء"(٧٩)

اسناد دین کا حصہ ہے، اگر اسناد نہ ہوتی جس کا دل چاہتا سو کہتا۔

اور آپ کا قول ہے:

لیس جودة الحدیث فی قرب الإسناد ولکن جودة الحدیث فی صحة الرجال (۸۰)

علو اسناد میں حدیث کی کوالٹی (Quality) نہیں بلکہ صحت اشخاص میں حدیث کی کوالٹی ہے۔

آپ کا قول ہے:

بعد الإسناد أحب إلیّ إذا کانوا ثقات لإنهم قد تربصوا به و حدیث بعید الإسناد صحیح خیر من قریب الإسناد سقیم (۸۱)

جب تمام رواۃ ثقہ ہوں تو بعید سند میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔ کیونکہ اس کے تمام رواۃ دیکھے ہوئے ہوتے ہیں اور بعید سند کی صحیح حدیث، قریب سند کی ضعیف حدیث سے بہتر ہے۔

نقد رجال کی امثلہ

آپ حتی الوسع متہم اور ضعفاء رواۃ سے روایت نہیں کرتے تھے اور رجال حدیث کو خوب پرکھتے یہی وجہ ہے آپ نے چار ہزار شیوخ سے علم حاصل کیا لیکن ان میں سے صرف ایک ہزار شیوخ سے روایت کی۔

عبدان کا بیان ہے۔

سموا لعبد الله رجلا یتهم فی الحدیث فقال لأن أقطع الطریق أحب اِلیَّ من أن أحدث عنه(۸۲)

عبداللہ بن المبارک کے سامنے ایک شخص کا نام لیا گیا جو حدیث میں متہم تھا تو آپ کہنے لگے ڈاکو بن جانا میرے لئے پسندیدہ ہے کہ میں ایسے شخص سے حدیث بیان کروں۔ بلکہ آپ ایسے شخص کے پاس بیٹھنا گوارہ نہیں کرتے تھے۔

آپ کا اپنا بیان ہے:

رأیت روح بن غطیف صاحب الدم قدر الدرهم وجلست إلیه مجلسا فجعلت أستحیی من أصحابی أن یرو نی جالسا معه کره حدیثه (۸۳)

میں نے روح بن غطیف کو دیکھا جو حدیث صاحب دم درہم کی مقدار (یعنی جو حدیث ''درہم کی مقدار میں اگر خون نکل جائے تو نماز کو لوٹانا چاہئے'' کے) راوی ہیں۔ تو میں ان کی مجلس میں بیٹھ

گیا لیکن مجھے اپنے ساتھیوں سے حیا آرہی تھی کہ کہیں وہ مجھے ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے دیکھ نہ لیں کیونکہ وہ ان کی بیان کردہ حدیث کو مکروہ جانتے تھے۔

آپ نے بعض ضعفاء(رواۃ) سے احادیث لینے کا راز بھی بتادیا۔ آپ کا قول ہے:

إنی لأسمع الحدیث فأکتبه وما أری أن أعمل به ولا أحدث به ولکن اتخذته عدة لبعض أصحابی إن عمل به أقول یعمل بالحدیث (۸۴)

بعض اوقات میں (ضعیف) حدیث سنتا اور اسے لکھ لیتا اس پر عمل کرنے یا اسے بیان کرنے کا میرا ارادہ ہرگز نہیں ہوتا ہے بلکہ اسے اس لئے لے لیتا ہوں تاکہ اپنے بعض اصحاب کے لئے تیار رکھوں اگر وہ اس (حدیث) پر عمل کریں گے تو میں انہیں کہوں گا (صحیح) حدیث پر عمل کرو۔

نیز آپ کا قول ہے:

من رضیه أهل العلم فکتبوا عنه فهو عدل جائز الشهادة (۸۵)

جس شخص پر اہل علم نے اپنی پسندیدگی کا اظہار کرکے اس سے لکھ لیا تو یہ (شخص) عادل ہے۔ جس کی شہادت جائز ہے۔

نعیم بن حماد کا قول ہے:

کان ابن المبارك لا یترك حدیث الرجل حتی یبلغه الشیئی الذی لا یستطیع أن یدفعه(۸۶)

ابن مبارک کسی شخص کی حدیث کو ترک نہیں کرتے تھے الا یہ کہ آپ کو ایسی چیز پہنچ جاتی جس کا روکنا آپ کے لئے ممکن نہ ہوتا۔

آپ کا قول ہے:

یکتب الحدیث اِلا من أربعة غلاط لا یرجع وکذاب و صاحب هوی یدعو اِلیٰ بدعته رجل لا یحفظ فیحدث من حفظه (۸۷)

چار اشخاص کے علاوہ تمام لوگوں سے حدیث لکھی جائے وہ یہ ہیں۔

۱۔ غلطی کرنے والا شخص جو اپنی غلطی سے رجوع نہ کرے۔

۲۔ جھوٹا شخص۔

۳۔ اپنی خواہش کا ساتھی جو اپنی بدعت کیطرف بلائے۔

۴۔ وہ شخص جو یاد نہ رکھ سکتا ہو اور وہ اپنے حافظہ سے حدیث بیان کرے۔

امام سفیان بن عیینہؒ، ابن ابی حاتم (۸۸)، ابن عدی (۸۹)، ابن حبان (۹۰)، اور ذہبی نے آپ کو کبار نقاد میں سے شمار کیا ہے۔(۹۱)

۶۔ امام سفیان بن عیینہ

امام سفیان ثوری آپ کے نقدِ حدیث کا برملا اظہار کیا کرتے تھے۔

عبدالحمید بن عبدالعزیز کا قول ہے۔

كان سفيان إذا لم ير أصحاب الحديث أسندوا الأحاديث فكنت آتى ابن عيينة فيقول هذا خطأ وهذا كذا فأتى الثورى فيقول لى أتيت ابن عيينة فأخبره بما قال ابن عيينة فيقول هو كما قال (۹۲)

سفیان ثوری جب اصحاب حدیث کو دیکھتے کہ وہ احادیث کی اسناد بیان نہیں کرتے تو میں ابن عیینہ کے پاس چلا آتا تو آپ کہتے یہ غلطی ہے اور یہ اسطرح ہے۔ پھر میں سفیان ثوری کے پاس دوبارہ جاتا تو وہ مجھے کہتے کیا تم ابن عیینہ کے پاس گئے تھے؟ تو میں جو کچھ ابن عیینہ نے کہا ہوتا انہیں بتاتا تو آپ کہتے یہ اس طرح ہے جس طرح انہوں نے ارشاد فرمایا ہے۔

نقد رجال کی امثلہ

آپ فرماتے ہیں:

كنا نتقى حديث داؤد بن الحصين (۹۳)

ہم داؤد بن حصین کی حدیث (لینے سے) بچتے تھے۔

نیز آپ کا قول ہے:

كان ابن عقيل فى حفظه شيئ فكر هت أن ألقاه (۹٤)

ابن عقیل کے حافظہ میں ایک چیز تھی جسے میں نے چھینکنے کو مکروہ سمجھا۔

یحیٰی بن مغیرہ بیان کرتے ہیں میں نے ابن عیینہ سے سنا آپ کہہ رہے تھے:

لا تسمعوا من بقية ما كان سنة و اسمعوا منه ما كان فى ثواب وغيره (۹۵)

بقیہ سے سنت کے بارے میں سماع نہ کرو اور کسی دوسری چیز کے ثواب کے بارے میں سماع کرلو۔

نیز آپ فرماتے ہیں:

لم یکن من ولد ابی اسحاق أحد أحفظ عندی من یوسف بن اسحاق(۹٦)

میرے نزدیک ابو اسحاق کی اولاد میں سے یوسف بن اسحاق سے زیادہ حافظ کوئی نہیں ہے۔

امام رازی نے نقد رجال کے بارے میں آپ کے بہت سے اقوال نقل کیے ہیں۔(۹۷)

۷۔ امام یحییٰ بن سعید القطان

ائمہ نقاد نے آپ کو اس فن (علم الجرح و التعدیل) کے اولین بانیوں میں شمار کیا ہے اور اس فن میں آپ کی مہارت تامّہ کی شہادت دی ہے۔(۹۸)

ابو ولید(۹۹) کا قول ہے:

ما رأیت أحداً کان أعلم بالحدیث ولا بالرجال من یحییٰ بن سعید (۱۰۰)

میں نے یحییٰ بن سعید (القطان) سے زیادہ علم حدیث اور "علم الرجال" کا علم رکھنے والا کسی کو نہیں دیکھا ہے۔

امام ابن مدینی کا قول ہے:

ما رأیت أعلم بالرجال من یحییٰ القطان"(۱۰۱)

میں نے یحییٰ (بن سعید) القطان سے زیادہ "علم الرجال" کا علم رکھنے والا کسی کو نہیں دیکھا ہے۔

امام احمد بن حنبل کا بیان ہے:

ما رأیت مثل یحییٰ بن سعید فی هذا الشأن یعنی فی معرفة الحدیث ومعرفة الثقات وغیر الثقات فقیل له: ولا هشیم؟ فقال: هشیم شیخ، ما رأیت مثل یحییٰ(۱۰۲)

میں یحییٰ بن سعید کی مثل اس معاملہ یعنی حدیث کی معرفت اور ثقہ اور غیر ثقہ رواۃ کی معرفت میں کسی کو نہیں دیکھا، چنانچہ آپ سے پوچھا گیا کیا ہشیم بھی نہیں تو آپ نے جواب دیا ہشیم تو شیخ ہیں میں نے یحییٰ کی مثل کسی کو نہیں دیکھا۔

عبد الرحمٰن بن مہدی کا بیان ہے:

اختلفوا يوما عند شعبة، فقالوا: اجعل بيننا وبينك حكما، فقال: قد رضيت بالأ حول [يعنى يحيىٰ بن سعيد القطان] فما برحنا حتى جاء يحيىٰ، فتحا كموا إليه، فقضى على شعبة، فقال له شعبة: ومن يطيق نقدك يا أحول أو من له مثل نقدك(۱۰۳)

ایک دن امام شعبہ اور دوسرے محدثین کے درمیان کچھ اختلاف ہو گیا، وہ کہنے لگے کوئی منصف مقرر کیجئے جس سے فیصلہ کرا لیں تو امام شعبہ نے کہا میرے اور تمہارے مابین احول (یعنی یحییٰ بن سعید القطان) منصف ہے۔ اتفاقاً یحییٰ بھی آ گئے، چنانچہ انہوں نے اپنا مسئلہ انہیں بتایا تو انہوں نے امام شعبہ کے خلاف فیصلہ دے دیا، اس پر امام شعبہ بولے اے احول تمہارے نقد کے سامنے کون کھڑا ہو سکتا ہے یا آپ نے کہا تمہاری طرح کون نقد کر سکتا ہے۔

علامہ ذہبی نے تو آپ کو اولین جامعین "علم الجرح والتعدیل" میں شمار کیا ہے۔ (۱۰۴)

نیز علامہ ذہبی کا بیان ہے:

عبدالرحمن بن مهدى كان هو و يحيى القطان المذكور، قد انتدبا لنقد الرجال وناهيك بهما جلالة و نبلا و علما و فضلا فمن جرحه لا يكاد والله يندمل جرحه، ومن وثقاه فهو الحجة المقبول ومن اختلفا فيه اجتهد فى أمره ونزل عن درجة الصحيح إلى الحسن، وقد وثقا خلقا كثيرا وضعفا آخرين(۱۰۵)

عبد الرحمٰن بن مھدی اور یحییٰ بن سعید القطان دونوں نے نقد رجال کی نمائندگی کی ہے، تمہیں ان دونوں کی بزرگی، عالی ظرفی اور علم و فضل کافی ہے۔ جس شخص کی یہ حضرات جرح کریں بخدا اس کی مجروحیت کبھی مندمل نہیں ہوتی اور جس کی یہ توثیق کر دیں وہ قابل حجت اور مقبول شخص ہے، اور جس کے بارے میں یہ دونوں اختلافی رائے رکھیں اس کے معاملہ میں غور و خوض کیا جائے گا اور وہ شخص صحیح کے درجہ سے نکل کر حسن کی طرف چلا جائے گا۔ انہوں نے خلق کثیر کی توثیق کی ہے اور دوسروں کو ضعیف قرار دیا ہے۔

ابن رجب نے اس بارے میں آپ کی توصیف یوں بیان کی ہے:

هو خليفة شعبة والقائم بعده مقامه فى هذا العلم وعنه تلقّاه أئمة هذا الشأن كأحمد وعلى ويحيىٰ ونحوهم وقد كان شعبة يحكمه على نفسه فى هذا العلم(۱۰۶)

یحییٰ بن سعید امام شعبہ کے بعد اس علم میں ان کے خلیفہ اور ان کے قائم مقام ہیں، اس شان (علم الجرح والتعدیل) کے ائمہ مثلاً امام احمد، علی بن المدینی، یحییٰ بن معین وغیرہ نے آپ ہی سے علم حاصل کیا ہے اور اس علم میں امام شعبہ آپ کو اپنے اوپر حکم (فیصل) مانتے تھے۔

ابو بکر بن خلاد (۱۰۷) کا قول ہے۔ ایک مرتبہ میں نے یحییٰ بن سعید القطان سے کہا:

أما تخشى أن يكون هؤلاء الذين تركت حديثهم خصمائك عند الله عزوجل قال لأن يكون هؤلاء خصمائى أحب إلى من أن يكون النبى خصمى يقول لى لِمَ لم تذب الكذب عن حديثى (۱۰۸)

کیا تمہیں اس بات کا خوف نہیں کہ جن لوگوں سے آپ نے حدیث نہیں لی وہ (قیامت کے روز) اللہ کے پاس آپ سے اس بارے میں جھگڑا کریں گے تو آپ نے جواب دیا ان کا جھگڑا کرنا نبی کے جھگڑا کرنے سے میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے، کہ نبی کہیں مجھے یہ نہ کہہ دیں کہ تم نے میری حدیث سے جھوٹ کا دفاع کیوں نہیں کیا۔

آپ ''علم الجرح'' میں بہت زیادہ متشدد واقع ہوئے تھے۔ امام علی بن المدینی کا قول ہے:

إذا ا جتمع يحيى بن سعيد و عبدالرحمٰن بن مهدى على ترك رجل لم أحدث عنه فإذا اختلفا أخذت بقول عبد الرحمٰن لأنه أقصد هما وكان فى يحيىٰ تشدد (۱۰۹)

امام یحییٰ بن سعید اور عبد الرحمٰن بن مہدی جب کسی شخص کے متروک ہونے پر اتفاق کر لیں تو میں اس شخص سے حدیث بیان نہیں کرتا اور اگر باہم اختلاف کریں تو میں عبد الرحمٰن بن مہدی کے قول پر عمل کرتا ہوں کیونکہ ان دونوں میں ان کا قول معتدل ہوتا ہے جبکہ امام یحییٰ کے قول میں سختی ہوتی ہے۔

علامہ ذہبی کا قول ہے:

كان يحيى بن سعيد متعنتا فى نقد الرجال فإذا رأيته قد وثق شيخا فأعتمد عليه، أما إذا لين أحداً فتأنَّ فى أمره حتى ترى قول غيره فيه فقد ليّن مثل اسرائيل وهمام و جماعة احتج بهم الشيخان وله كتاب فى الضعفاء لم أقف عليه ينقل منه ابن حزم وغيره ويقع كلامه فى سؤالات عليّ وأبى حفص الصيرفى وابن معين له (۱۱۰)

یحییٰ بن سعید نقدِ رجال کے سلسلہ میں متشدد تھے، جب وہ کسی شیخ کی توثیق کر دیں تو اس پر اعتماد کرنا چاہئے اور اگر وہ کسی کے بارے میں قابل اعتراض باتیں منسوب کریں تو اس کے معاملہ میں انتظار کیا جائے گا یہاں تک اس کے بارے میں کسی دوسرے کا قول دیکھ لیا جائے مثلاً انہوں نے اسرائیل، ہمام اور ایک جماعت کو لیّن قرار دیا حالانکہ امام بخاری و امام مسلم نے انہیں قابل حجت قرار دیا ہے۔ آپ کی ایک کتاب ضعیف رواۃ کے بارے میں ہے جس سے ابن حزم وغیرہ نقل کرتے ہیں، جس میں علی، ابو حفص الصیرفی، ابن معین نے آپ سے سوالات کیے اور آپ نے ان کا جواب دیا تھا۔

نیز علامہ ذہبی فرماتے ہیں:

إن يحيى متعنت فى الرجال (۱۱۱)

بلاشبہ امام یحییٰ (بن سعید) نقد رجال میں متشدد ہیں۔

حافظ ابن حجر رقمطراز ہیں:

إذا وثق ابن مهدى شخصا وضعفه القطان فإنه لا يتركك لما عرف من تشديد يحيى ومن هو مثله فى النقد (۱۱۲)

جب ابن مہدی کسی شخص کو ثقہ قرار دے دیں اور یحییٰ بن سعید القطان اسے ضعیف قرار دیں تو ایسے راوی کی روایت کو ترک نہیں کیا جائیگا کیونکہ یحییٰ کی سختی معروف ہے۔ اور نقد میں ان کی طرح (متشدد) کون ہو سکتا ہے۔

نیز حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

ويحيىٰ بن سعيد شديد التعنت و خاصة فى الأقران (۱۱۳)

یحییٰ بن سعید سخت متشدد تھے خصوصاً ہمعصر لوگوں کے بارے میں۔

نقد رجال کی امثلہ

آپ نے عمرو بن علی سے کہا:

لا تكتب عن كل واحد ممن لا تعرف فإنه لا يبالى عمن حدث(۱۱٤)

ہر اس شخص سے جسے تم پہچانتے نہیں مت لکھو، کیونکہ وہ جس شخص سے حدیث بیان کر رہا ہے اس بارے میں بے پرواہی کرے گا۔

نیز آپ کا قول ہے:

ما تركت حديث محمد بن اسحاق إلا لله (١١٥)

خوف خدا کے باعث میں نے محمد بن اسحاق کی احادیث ترک کر دیں۔

آپ نے نقد کے ایک اہم اصول کی طرف اشارہ فرمایا ہے:

إذا كان الشيخ يثبت على شيئ واحد خطأ كان أو صوابا فلا بأس به وإذا كان الشيخ كل شيئ يقال له يقول فليس بشيئ (١١٦)

جب شیخ کسی ایک چیز پر اس بات کا اظہار کرے چاہے وہ غلط ہو یا درست تو کوئی حرج نہیں اور جب شیخ ہر چیز کے لئے کہے اس طرح کہا جاتا ہے "فليس بشيئ" تو یہ کوئی چیز نہیں۔

الغرض آئمہ نقاد کی خدمات کے نتیجے میں حدیث کے وہ علوم سامنے آئے جن کی بدولت نہ صرف اس علم کی حفاظت ہوئی بلکہ یہ وہ اعزاز ہے جو دنیا بھر میں صرف مسلمانوں کو حاصل ہے۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) ابن ماجة، محمد بن يزيد القزويني أبو عبد الله،سنن ابن ماجة ، دار إحياء الكتب العربية ص:۲ /۹۰۹، حدیث رقم ۲۷۲۴

(۲) الرازی، عبد الرحمان بن ابی حاتم،تقدمة الجرح و التعديل، مجلس دائرة المعارف العثمانية، حيدر آباد، الهند ص:۲۷

(۳) الذهبي، شمس الدين أبو عبد الله ، تذكرة الحفاظ، دائرة المعارف العثمانية، ۱۳۷۴ص: ۶/۱

(۴) ایضا، ص: ۶/۱

(۵) مقدمہ صحیح مسلم،باب في الضعفاء والكذابين ومن يرغب حديثهم ،دار طيبه للنشر والتوزيع ص:۸

(۶) ایضا

(۷) السخاوی شمس الدین محمد بن عبد الرحمن، فتح المغیث شرح ألفیة الحدیث،دار الکتب العلمیة – لبنان الطبعة الأولی ، ۱۴۰۳ھ ص: ۲/۳۱۸

(۸) القاری، علی بن سلطان محمد، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح،دار الفکر، ۱۴۲۲ھ ،ص:۹/۳۸۷۵

(۹) صحیح مسلم، باب حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ يَعْنِي ابْنَ عَيَّاشٍ،ص:۱/۱۳

(۱۰) ابن منظور، لسان العرب، دار صادر، ص:۳/۴۲۵

(۱۱) مصطفی الأعظمی،منہج النقد، مکتبۃ الکوثر ص:۵

(۱۲) الرازی، تقدمة لمعرفة لکتاب الجرح و التعدیل،ص:۱۸۴

(۱۳) الذہبی شمس الدین، محمد بن أحمد بن عثمان،سیر أعلام النبلاء مؤسسة الرسالة ۱۴۱۷ھ،ص:۷/۱۱۴

(۱۴) الرازی،الجرح و التعدیل،دائرۃ المعارف العثمانیة : ۱۳۷۱ھ،ص:۲/۲۱

(۱۵) الرازی،الجرح والتعدیل،ص:۲/۲۹

(۱۶) الفسوی ،یعقوب بن سفیان بن جوان،کتاب المعرفة والتاریخ ،مؤسسة الرسالة ، بیروت ، ۱۴۰۱ھ،ص:۲/۹۹

(۱۷) ابن عدی، مقدمۃ الکامل فی ضعفاء الرجال دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع،ص:۱۴۳

(۱۸) مقطوع سے مراد وہ قول یا فعل ہے جو کسی تابعی یا اس سے پہلے کسی شخص کی طرف منسوب ہو۔ دیکھئے: ابن الصلاح عثمان بن عبد الرحمٰن تقي الدین دار الفکر، سوریا، بیروت، علوم الحدیث،ص: ۴۷

(۱۹) مراسیل مرسل کی جمع ہے۔ مرسل ہر وہ حدیث کہلاتی ہے جس کی سند میں صحابی کا نام نہ ہو۔ تابعی براہ راست رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کر رہا ہو۔ ، الحاکم محمد بن عبد اللہ، معرفة علوم الحدیث، دار ابن حزم، ص: ۲۲۵

(۲۰) الذہبی، سیر أعلام النبلاء، ص: ۷/۱۱۲،ابن حجر أحمد بن علي، تهذیب التهذیب، مؤسسة الرسالة، ص: ۶/۲۴۲

(۲۱) ابن عدی، مقدمة الکامل،ص:۱۱۳

(۲۲) ابن رجب ، شرح علل الترمذی ،دار الملاح، ص: ۱۵۹،ابن حجر، تهذیب التهذیب ،ص:۴/۳۴۴

(۲۳) ابن عدی ،مقدمة الکامل،ص:۸۵،ابن حجر، تهذیب التهذیب ،ص:۴/۳۴۵

(۲۴) **ابن رجب**، شرح علل الترمذی،**ص:۱۵۹/۱**

(۲۵) **الذہبی**،سیر أعلام النبلاء،**ص:۲۰۶/۸**

(۲۶) **الرازی**، تقدمة الجرح و التعدیل،**ص:۱۲۸**، **ابن رجب**،**شرح علل الترمذی**،**ص:۱۷۵/۱**

(۲۷) **ابن حبان**، المجروحین من المحدثین والضعفاء والمتروکین، **دار الوعي حلب الطبعة، الأولی، ۱۳۹۶ھ، ص:۱۹/۱**

(۲۸) **ابن عدی**، مقدمة الکامل،**ص:۱۱۶**

(۲۹) **الرازی**، تقدمة الجرح و التعدیل،**ص:۱۷۱**

(۳۰) **ابن حبان**، المجروحین،**ص:۲۰/۱**

(۳۱) **الرازی**، تقدمة الجرح و التعدیل،**ص:۱۷۱**

(۳۲) **ایضا**

(۳۳) **الرازی**،الجرح و التعدیل،**ص:۲۱/۲**

(۳۴) **الرازی**،تقدمةالجرح و التعدیل،**ص:۱۵۰**

(۳۵) **ایضا،ص:۱۶۲**

(۳۶) **ابن عدی**،مقدمة الکامل،**ص:۱۲۶**؛**الرازی**،تقدمةالجرح و التعدیل،**ص:۱۶۸**؛**ابن حبان**، المجروحین،**ص:۳۱/۱**؛**ابن رجب**،شرح علل الترمذی،**ص:۱۶۱**

(۳۷) **الذہبی شمس الدین أبو عبد اللہ محمد** ،ذکر من یعتمد قولہ فی الجرح و التعدیل، **دار البشائر، بیروت ۱۴۱۰ھ،ص:۱۵۸**

(۳۸) **ابن حبان**، المجروحین،**ص:۳۰/۱**

(۳۹) **ایضا**

(۴۰) **الرازی**، تقدمةالجرح و التعدیل،**ص:۱۵۱**

(۴۱) **ایضا،ص:۱۵۳**

(۴۲) **ابن الصلاح**،مقدمة ابن الصلاح،**ص:۱۴۰**

(۴۳) **الذہبی**،میزان الإعتدال،**ص:۱۹۲/۴**

(۴۴) **الذہبی**، تذکرۃ الحفاظ، **ص: ۲۰۶/۱**

(۴۵) **المسلم**،مقدمة الصحيح، باب بيان أن الإسناد، من الدين،**حدیث نمبر۳۸،ص: ۱۲**

(۴۶) **الرازی**،تقدمة الجرح و التعديل،**ص:۱۳۳، المسلم**،مقدمة الصحيح، باب بيان أن الإسناد من الدين،**حدیث نمبر ۷۲،ص: ۱۶**

(۴۷) **الرازی**،تقدمةالجرح و التعديل،**ص:۱۳۷،المسلم**،مقدمة الصحيح، باب بيان أن الإسناد من الدين،**حدیث نمبر ۷۴،ص: ۱۶**

(۴۸) **الرازی**،تقدمةالجرح و التعديل،**ص:۱۵۸**

(۴۹) **السخاوی**،المتكلمون فی الرجال،**ص: ۸۸**

(۵۰) **الذہبی**،ذكر من يعتمد قوله فی الجرح و التعديل،**ص:۱۶۳،السخاوی، محمد بن عبد الرحمٰن**،فتح المغيث بشرح ألفية الحديث، **دار المناہج ۱۴۲۶،ص:۳۱۸/۳، السخاوی**،الإعلان با التوبيخ،**مؤسسة الرسالة،ص:۱۹۳**

(۵۱) **الرازی**، تقدمةالجرح و التعديل،**ص:۵۵**

(۵۲) **ابن عدی**،مقدمة الكامل،**ص:۱۲۳**

(۵۳) **ایضا،ص:۱۳۹**

(۵۴) **ابن رجب**،شرح علل الترمذی،**ص:۱/۱۶۳**

(۵۵) **ایضا**

(۵۶) **الرازی**،تقدمةالجرح و التعديل،**ص:۶۶**

(۵۷) **الذہبی**،ميزان الاعتدال،**ص: ۱۶۹/۲**

(۵۸) **الرازی**، تقدمةالجرح و التعديل،**ص:۷۴**

(۵۹) **ایضا**

(۶۰) **ایضا،ص:۷۶**

(۶۱) **ایضا ،ص:۷۷**

(۶۲) ایضا،ص:۳۳،ابن عبدالبر، أبو عمر بن عبد البر القرطبی،التمهيد لما في الموطأ من المعانی والأسانيد وزارۃ الأوقاف والشؤون الإسلامی،ص:۶۵/ا، ابن عدی،مقدمة الكامل،ص:۱۴۶، ابن حجر،تهذيب التهذيب،ص:۶/۱۰

(۶۳) ابن عبدالبر،التمهيد،ص:۶۵/ا

(۶۴) ابن رجب،شرح علل الترمذی،ص:۸۱۷/۲

(۶۵) ابن حجر، تهذيب التهذيب،ص:۹/۱۰

(۶۶) ابن حبان،المجروحين،ص:۴۰/ا

(۶۷) الذہبی،سير أعلام النبلاء،ص:۷۲/۸

(۶۸) الذہبی، ذكر من يعتمد قوله فی الجرح و التعديل،ص:۱۵۸

(۶۹) الرازی، تقدمةالجرح و التعديل،ص:۱۰

(۷۰) ابن عدی،مقدمة الكامل،ص:۱۰۳

(۷۱) ابن عدی،مقدمة الكامل،ص:۱۰۵

(۷۲) المسلم،مقدمة الصحيح، باب بيان أن الإسناد من الدين،حديث نمبر۸۵،ص: ۱۸

(۷۳) الرازی،تقدمة الجرح والتعديل،ص: ۱۹

(۷۴) ایضا،ص: ۲۰

(۷۵) ایضا،ص: ۲۱

(۷۶) ایضا،ص: ۲۳

(۷۷) ایضا،ص: ۲۴

(۷۸) ابن حجر، تهذيب التهذيب،ص: ۵/۳۸۶ ، الرامهرمزی، المحدث الفاصل،دار الفكر، بيروت ،ص: ۲۰۶، الرازی،الجرح و التعديل،ص: ۲/۱۶

(۷۹) ابن حجر،تهذيب التهذيب،ص: ۱/۸۷ ، المسلم،مقدمة الصحيح، باب بيان أن الا سناد من الدين، حديث نمبر۳۲،ص:۱۱

(۸۰) ابن رجب،شرح علل الترمذی،ص: ۱/۶۲